۶/۳ ۲۸۶

14.4.2012 19464/129 استفتاء

دارالافتاء فتوی نمبر ۳۵/۱۴۴۶ مورخہ

محترم جناب ... دارالافتاء دارالعلوم کورنگی کراچی السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

محمد نور اور (ف) آپس میں میاں بیوی ہیں اور دو بچوں کے ماں باپ ہیں۔ تقریباً

دو سال قبل ف اپنے ناراض سسر و ساس کو منانے کیلئے اُنکے گھر گئی ہوئی تھی۔

محمد نور کی مرضی اور اجازت سے گئی تھی۔ اور جا کر اپنے سسر سے ملاقات کی اور

ساس اپنے بھائی کے گھر دوسرے محلہ گئی ہوئی تھی ف اپنی ساس سے ملنے کیلئے وہیں رک کر انتظار

کرنے لگی جہاں ف کی نند نے موبائل کے ذریعہ ماں اور ماموں کو اطلاع کی کہ ف ملنے کیلئے آئی ہے اسکے

بعد محمد نور کو اسکی والدہ نے موبائل کے ذریعہ ماموں کے گھر میں ہی بلا کر ف کو وہاں بھیجنے پر

بہت ڈانٹ ڈپٹ کیا اور مرچی لگا کر فوری طور پر تمہاری بیوی ف کو ہمارے گھر سے چلی جانے کا کہو

اسی وقت محمد نور کی چھوٹی بہن نے بھی فون کر کے محمد نور سے کہا تمہاری بیوی ف ہمارے گھر میں ہے

اسکو بولو کہ فوراً یہاں سے چلی جائے۔ ماں ماموں اور بہن کی باتوں سے محمد نور کو ایسا غصہ

آیا کہ اسکے ذہن نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ ف کو اپنی مرضی سے بھیجا تھا یہ بھول گیا۔

بقیہ صفحہ ۲ پر

محمد نور نے اپنی بہن سے کہا موبائل ف کو دو۔ پھر محمد نور نے منکوحہ ف
سے مخاطب ہو کر پہلے تو اسکو کہ وہاں جا کر غصہ کیا ہو اسکے ساتھ ہی
یہ بھی کہا تم وہاں سے فوراً چلی جاؤ میں آرہا ہوں اگر میرے آنے کے بعد مجھے تم وہاں
پر ملی تو تجھے تین طلاق ہے اسکے ساتھ ہی موبائل بند کر دیا۔ اسکے کچھ دیر بعد محمد نور
اور اسکی والدہ ایک ساتھ ماں کے گھر آئے۔ ماں نے جب ف کو دیکھا تو شوہر کو بتانے
لگی کہ ف بھی یہیں ہے۔ یہ جملہ سن کر ف حیران ہو رہی تھی جبکہ ساتھ ہی محمد نور بھی گھر میں داخل ہوا
تو محمد نور نے بھی ف کو ماں کے گھر میں دیکھا، فوراً ہی محمد نور نے ف سے کہا میں نے تم کو چلی جانے
کی شرط پر معلق کیا تھا تم گئی کیوں نہیں؟ ف نے جواب دیا کہ تم نے موبائل میں جو شرط لگا دی
تھی وہ میں نے سنا نہیں ورنہ کب کی چلی جاتی۔ مذکورہ صورت میں ف پر طلاق واقع
ہوئی کہ نہیں شرعی احکام صادر کیجیئے میں مشکور ہونگی

فقط

المستفتی
محمد شاکر مکان نمبر 287/L.
سیکٹر 34/2 کورنگی کراچی
0345-3449683

دار الافتاء

10128

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار الافتاء

الجواب حامدًا ومصليًا

مفتی غیب نہیں جانتا وہ سوال کے مطابق جواب دیتا ہے۔ سوال کے سچ یا جھوٹ کی ذمہ داری سائل پر ہوتی ہے اور واقعہ کی تحقیق کرنا مفتی کی ذمہ داری نہیں۔ نیز مفتی کے فتوی سے کوئی حرام حلال یا کوئی حلال حرام نہیں ہو جاتا، لہذا اگر کوئی غلط بیانی کے ذریعے فتوی حاصل کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

اس تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیوں کہ شوہر کا یہ کہنا "اگر میرے آنے کے بعد تم مجھے وہاں ملی تو تمہیں تین طلاق ہے" فقہی نقطۂ نظر سے یمینِ مؤقتہ ہے (یعنی اس نے طلاق کو اپنے آنے تک بیوی کے وہاں رہنے کے ساتھ معلق کیا ہے) ایسی صورت میں یمین کے منعقد ہونے اور اس کے باقی رہنے کیلئے "امکانِ بر" یعنی قسم پوری کرنے کا ممکن ہونا ضروری ہے اور صورت مسئولہ میں "امکان بر" اسی وقت ممکن ہے جب کہ شوہر کے یہ الفاظ بیوی کے علم میں بھی آجائیں۔ لہٰذا اگر واقعی بیوی نے اپنے شوہر کے یہ الفاظ نہیں سنے تھے اور نہ ہی یہ الفاظ اس کے علم میں آئے تھے کہ "اگر میرے آنے کے بعد تم مجھے وہاں ملی تو تمہیں تین طلاق ہے" تو اس صورت میں اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ شوہر نے یہ الفاظ بیوی کو خطاب کر کے کہے تھے اور اس کا مقصود بیوی کو وہاں ٹھہرنے سے منع کرنا تھا اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ شوہر کے یہ الفاظ بیوی سنتی یا اس کے علم میں بھی آجاتے۔ البتہ اگر بیوی نے یہ الفاظ سن لئے تھے یا اس کے علم میں یہ الفاظ آگئے تھے، اس کے باوجود وہ اپنے شوہر کے آنے تک سسرال میں ٹھہری رہی تو اس صورت میں اس پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمتِ مغلظہ ثابت ہوگئی، جس کا حکم یہ ہے کہ اب رجوع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ دونوں حلالہ کے بغیر آپس میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ اور اس بات کا فیصلہ کہ بیوی نے یہ الفاظ سُنے تھے یا نہیں، بیوی خود کرے۔ اس پر لازم ہے کہ فیصلہ کرتے ہوئے وہ اپنی قبر و آخرت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرے اور چند روزہ زندگی کیلئے اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

قال في حاشية رد المحتار – (ج ٣ / ص ٤١٩)

اعلم أنهم صرحوا بأن فوات المحل يبطل اليمين وبأن العجز عن فعل المحلوف عليه يبطلها أيضا لو موقتة لا لو مطلقة وبأن إمكان تصور البر شرط لانعقادها في الابتداء مطلقا وشرط لبقائها لو موقتة وعلى هذا فقولهم في يُشربن ماء هذا الكوز اليوم ولا ماء فيه لا يحنث وجهه أنها لم تنعقد لعدم إمكان البر ابتداء وفيما لو كان فيها ماء فصب تبطل لعدم إمكان البر بعد انعقادها _____فصار الحاصل أنه إذا كان

0129

شرط الحنث عدميا فإن عجز عن شرط البر بفوات محله لا يحنث وإن مع بقاء المحل حنث سواء كان المانع حسيا أو لا وكذا لو كان المانع كونه مستحيلا عادة كمس السماء وإن كان الشرط وجوديا لا يحنث مطلقا ولو كان المانع غير حسي في المختار هذا ما تحرر لي من كلامهم والله تعالى أعلم فافهم

الهداية شرح البداية – (۲ / ۸۳)

ومن قال إن لم أشرب الماء الذي في هذا الكوز اليوم فامرأته طالق وليس في الكوز ماء لم يحنث فإن كان فيه ماء فأهريق قبل الليل لم يحنث وهذا عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وقال أبو يوسف يحنث في ذلك كله يعني إذا مضى اليوم وعلى هذا الخلاف إذا كان اليمين بالله تعالى وأصله أن من شرط انعقاد اليمين وبقائه تصور البر عندهما خلافا لأبي يوسف رحمه الله ---ولو كانت اليمين مطلقة ففي الوجه الأول لا يحنث عندهما وعند أبي يوسف رحمه الله يحنث في الحال وفي الوجه الثاني يحنث في قولهم جميعا فأبو يوسف رحمه الله فرق بين المطلق والمؤقت ووجه الفرق أن التوقيت للتوسعة فلا يجب الفعل إلا في آخر الوقت فلا يحنث قبله وفي المطلق يجب البر كما فرغ وقد عجز فيحنث في الحال وهما فرقا بينهما ووجه الفرق أن في المطلق يجب البر كما فرغ فإذا فات البر بفوات ما عقد عليه اليمين يحنث في يمينه كما إذا مات الحالف والماء باق أما في المؤقت فيجب البر في الجزء الأخير من الوقت وعند ذلك لم تبق محلية البر لعدم التصور فلا يجب البر فيه فتبطل اليمين كما إذا عقده ابتداء في هذه الحالة

دار الافتاء

باقی بدائع اور دیگر کتب میں نوادر کے حوالہ سے جو ایک مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ: " اگر کسی شخص نے اس بات کی قسم کھائی کہ میں زید سے بات نہیں کرونگا، اور وہ زید کو جانتا نہیں تھا پھر اس نے لاعلمی میں زید سے بات کر لی تو وہ حانث ہو جائے گا" اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ: وَالْعِلْمُ بِشَرْطِ الْحِنْثِ لَيْسَ بِشَرْطٍ فِي الْحِنْثِ۔

تو بظاہر اس مسئلہ پر زیرِ بحث مسئلہ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ بدائع میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کا تعلق یمین مطلق سے ہے اور ابتداء یمین کے وقت امکانِ بر کی شرط موجود تھی اس لئے وہ قسم منعقد ہو گئی، اس کے بعد عجز طاری ہوا جو حنث سے مانع نہیں کیونکہ یمینِ مطلق کی ابتداء کیلئے تو "امکانِ بر" ضروری ہے لیکن اس کی بقا کیلئے "امکانِ بر" ضروری نہیں، اس لئے اس مسئلہ میں قسم کھانے والا حانث ہو جائے گا۔ جبکہ زیرِ بحث مسئلہ بدائع میں ذکر کردہ مسئلہ سے مختلف ہے، ان دونوں مسئلوں میں دو طرح کا فرق ہے:

(الف)۔۔ بدائع میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے وہ یمینِ مطلقہ کے قبیل سے ہے جبکہ زیرِ بحث مسئلہ یمینِ مؤقتہ کے قبیل سے ہے۔

0130